رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۸۲۷

عام چندہ سالانہ پیشگی چار روپے (للعہ)

ہفتہ وار اخبار جو ہر انگریزی ماہ کی ۶-۱۳-۲۰-۲۷ تاریخوں کو قادیان سے شائع ہوتا ہے

ایڈیٹر میر قاسم علی

بمقام قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

جلد (۱۰) مورخہ ۶ اگست ۱۹۲۵ء مطابق ۱۵ محرم ۱۳۴۴ھ نمبر (۱۷)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سلسلہ کی خبریں

(۱) حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے پاؤں پر ایک پھنسی ہو گئی۔ جس سے حضور کو چلنے میں تکلیف ہوتی ہے اور اسکے باعث بعض دفعہ حرارت بھی ہو گئی۔ آپ نماز جمعہ میں تشریف نہ لا سکے احباب حضور کی صحت کے لئے خاص طور پر دعا کریں۔ (۲) حضرت نواب محمد علی خانصاحب خود بھی علیل ہیں۔ اور آپکی ہمشیرہ صاحبہ عرصہ سے بیمار ہیں۔ اور اب پہلے سے زیادہ علالت بڑھ گئی ہے۔ اسلئے جو احباب حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کی صحت کیلئے دعا فرماویں۔ ساتھ ہی جناب نواب صاحب اور آپکی ہمشیرہ صاحبہ کی صحت کامل اور عافیت کیواسطے بھی یاد رکھ کر دعا کریں۔ (۳) حضرت مفتی صاحب قبلہ کے گھر میں لمبے عرصہ سے بیمار ہیں۔ اور اب بوجہ طوالت عارضہ ضعف اسقدر بڑھ گیا ہے کہ حرکت کرنا بھی دشوار ہو رہا ہے۔ مفتی صاحب قبلہ کو اپنی مونس و ہمدم بیوی صاحبہ کی اس طویل بیماری سے از حد فکر و تشویش ہے۔ علاوہ ان دن محترم مفتی صاحب پوری ہمدردی اور توجہ سے تیمارداری میں لگے رہتے ہیں۔ وہ احباب جنکو مفتی صاحب قبلہ سے دلی اخلاص و مودت ہو وہ نہایت ہی تضرع سے دعا کریں۔ (۴) امسال خدا کے فضل سے ایل ایل بی کے امتحان میں ہمارے سلسلہ کے آٹھ طلباء کامیاب ہوئے۔ الحمد للہ علی احسانہ۔ میں جملہ کامیاب شدگان اور انکے سرپرست بزرگان کو صدقدل سے مبارکباد دیتا ہوں۔

جذباتِ دل

(از عنایت اللہ صاحب عنایت لنگوی)

شمع روئے یار سے جب لو لگالی جائیگی
دل میں تصویر رخِ جاناں بنالی جائیگی
کوچۂ جاناں میں جب دھونی رمالی جائیگی
متبع بن جاؤنگا جب مہدیٔ دوراں کا
پھونک ڈالونگا خس و خاشاک غیر اللہ کو
مرمٹا ہوں تیری الفت میں مرے پیارے امام
در فراق تو شہا کردم چسپاں حالے تباہ
گر رسائی ہو گئی میری ترے دربار تک
نالہ و آہ و بکا کا شور کر دوں گا بپا
رحم کر دے ایخدا تو اپنے فضل و کرم سے
چوں سرت گردم نمائم جان خود بر تو نثار
بادۂ عرفاں عنایت ہو تو پھر کہنے میں کیا؟

بیخودی ہوگی خودی فوراً مٹالی جائیگی
غیر سے اپنی طبیعت پھر ہٹالی جائیگی
ایک مستانہ صدا در پہ لگالی جائیگی
عفو تقصیر اپنے مولے سے کرالی جائیگی
بردِ اللہ احد گر دن جھکالی جائیگی
ہائے کیا یہ زندگی یونہی گنوالی جائیگی
داستاں یہ سب کسیدم پھر سنالی جائیگی
درگہِ مولے میں عرض اپنی منالی جائیگی
خفتۂ قسمت اشکباری سے جگالی جائیگی
فضل کے ہاتھوں سے بگڑی سب بنالی جائیگی
پھر فدائے مہدیٔ حق سے دعا لی جائیگی
کشتِ زارِ دل اُسی سے تر کرالی جائیگی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

انتخاب اخبارات

دیو سماج کی طرف سے ایک کتاب موسومہ "سوامی دیانند سچائی کی روشنی میں" انگریزی میں شائع کی گئی تھی۔ اس کے لئے صاحب ڈپٹی کمشنر لاہور نے کتاب مذکور کے پبلشر کو طلب کر کے اس سے وجہ دریافت کی۔ کہ کیوں نہ تم پر دفعہ ۱۵۳ الف کے ماتحت مقدمہ چلایا جائے۔ پبلشر نے جو جواب دیا۔ وہ گورنمنٹ کے زیر غور ہے۔ اور اگر گورنمنٹ نے اس کے جواب کو تسلی بخش نہ سمجھا۔ تو اسپر مقدمہ چلایا جائیگا۔

پرکاش آریہ اخبار لکھتا ہے۔ کہ دینا نگر میں ۲۵ جولائی کو ۹ بجے سے ۱۲ بجے تک قادیانی احمدیوں سے اسلامی نجات اور تناسخ پر بحث ہوئی۔ احمدیوں کی طرف سے مولوی اللہ دتا جالندھری تھے۔ اور آریہ سماج کی طرف سے پنڈت دھرم بھکشو۔ مباحثہ بڑا ہی پُر اثر اور شانتی سے ہوا۔" (پرکاش)

راجہ رگھوناتھ پرشاد سنگھ اسمبلی کے آئندہ سیشن میں ریل کے تیسرے درجہ کے کرایہ میں تخفیف کا ریزولیوشن پیش کرنے والے ہیں۔

تازہ خبروں سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہسپانوی اور فرانسیسی ہوابازوں نے ریف فوجوں پر غضب کی گولہ باری شروع کر دی ہے جس سے ریف نوجوان گھبرا اُٹھے ہیں۔ تاہم عبدالکریم کے دم خم قائم ہیں۔ اور وہ فیصلہ کُن جنگ کرنا چاہتا ہے۔

گورنمنٹ مصر نے پورٹ سعید کے بالمقابل نہر سویز کے کنارے فورٹ فواد کے نام سے نیا شہر بسانے کی اجازت دے دی ہے۔

شیخ فیروزالدین ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس گورداسپور کے ہاں چوری ہو گئی۔ کئی ہزار کا نقصان ہوا۔

چوری کرنے والا پسرور میں گرفتار کر لیا گیا اور مال بھی برآمد ہو گیا ہے۔

امریکہ میں سیگرٹ نوشی بڑھ رہی ہے۔ ۱۹۱۵ء میں جہاں ۱۵۵ ارب سیگرٹ بنے تھے۔ وہاں اب اس سال ۷۳ ارب بنیں گے۔

لنڈن کی خبر ہے۔ کہ لارڈ ریڈنگ کو اپنی میعاد عہدہ میں توسیع کی ظاہرا کوئی اُمید نہیں۔

اسمبلی میں ایک ریزولیوشن میں یہ پیش کیا جانیوالا ہے۔ کہ پوسٹ کارڈ کی قیمت بجائے ۲ پیسہ کے ایک پیسہ کر دیجائے۔

ایک اور ریزولیوشن تمام صوبوں میں پرائمری تعلیم مفت کر دینے کا ہوگا۔

نابھہ جیل سے پانچ سو اکالی قیدی رہا ہو کر امرتسر پہنچ گئے۔ اب یہ بیتو کے اکھنڈ پاٹھ میں شامل ہوں گے۔

مقدمہ قتل باولہ میں جن ملزمان کو سزائے پھانسی دی گئی تھی۔ ان میں سے ایک ملزم پانڈے پاگل ہو گیا ہے۔ اور پاگل خانہ میں ہے۔

اسمبلی میں ریزولیوشن پیش کیا جائیگا۔ کہ رعایتی شرح کرایہ پر کم از کم ۶ ماہ کے لئے واپسی ٹکٹ جاری کئے جایا کریں۔

ولایت کی کوئلہ کی کانوں کے مزدوروں میں بے چینی پھیل رہی ہے۔ اگر ان کے مطالبات منظور نہ کئے گئے۔ تو زبردست ہڑتال کا امکان ہے:۔

محرم کی آمد کے سلسلہ میں آلہ آباد میں دفعہ ۱۴۴ کا لگاؤ کیا گیا۔ چند سرکردہ شیعوں سے حفظ امن کی ضمانتیں بھی لی گئی ہیں۔

جنگ مراکو کے متعلق براہ راست لنڈن خبر آئی ہے۔ کہ ریفوں نے ہسپانوی افواج پر حملہ کیا۔ لیکن پسپا ہو گئے۔

احمد آباد میں ایک خاندان کے تمام ممبران اس جرم میں گرفتار کئے گئے۔ کہ جعلی نوٹ بناتے تھے۔

اللّٰھم انت الشافی

جوہر شفائے زندگی

یہ خشک سفوف ہے۔ جس کا تجربہ دس سال تک کیا گیا ہے۔ پرانا بخار و کھانسی۔ خشک یا تر بلغم خون آتا ہو۔ سل کے کیڑوں کو فنا کرتا ہے۔ تپ دق کو جس سے حکیم و ڈاکٹر بھی عاجز ہوں۔ مرد و عورت سب کو یکساں مفید۔ قیمت نہایت ہی کم۔ جو سو روپے کو بھی مفت۔ فی تولہ عشر۔ علاوہ محصول ڈاک جو ایک ماہ کے لئے کافی ہے۔

حکیموں کو بھی اسکا مطب میں رکھنا ضروری ہے۔ یہ چورہ ترکیب استعمال ہمراہ ہوتا ہے۔

المشتہر:۔ ایس عزیز الرحمن قادر بخش انجینئر قادیان۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

فاروق

قادیان دارالامان مورخہ ۶ راگست ۱۹۲۵ء

کیا ویدک دھرم عالمگیر مذہب ہو سکتا ہے؟

(۱۳)

جو مذہب تمام انسانوں اور تمام زمانوں اور تمام ملکوں کے لئے منجانب الٰہی ہوتا ہے۔ اس کی تعلیم ہر طبقہ کے اور ہر ملک کے اور ہر زمانہ کے انسانوں کے لئے ایسی ہونی چاہیئے۔ جس پر کسی حالت میں اور کسی جگہ میں۔ کسی انسان کو بجالانے میں دقت نہ ہو۔ خصوصاً جو عبادت خدا نے بندوں کیواسطے اپنی مصلحت اور رضاء سے مقرر کی ہو۔ اس کی بجاآوری میں کسی قسم کی تکلیف مالا یطاق نہ ہو۔ یعنے وہ ناممکن التعمیل نہ ہو۔ ممکن العمل ہو۔ لیکن جو مذہب ایسی کوئی تعلیم پیشکرے جو کسی خاص طبقہ کے لوگوں کے لئے تو آسان ہو۔ مگر عام لوگ اس پر عمل نہ کرسکیں یا کسی خاص حالت اور خاص موسم اور خاص علاقہ میں اس کی بجاآوری اور اس پر عمل درآمد بالکل ناممکن ہو۔ تو سمجھا جائیگا۔ کہ وہ مذہب خدا کیطرف سے نہیں۔ اور وہ تعلیم الٰہی نہیں۔ بلکہ ایجاد بندہ ہے۔

آج ہم ناظرین کو ویدوں کی تعلیم اور ویدک دھرم کی عبادت کا نقشہ دکھاتے ہیں۔ جو قطعاً خدا کی تعلیم نہیں کہلا سکتی۔ وباللہ التوفیق۔

ویدک دھرم کی عبادت } آریہ سماج کے بانی دیانند صاحب نے اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش میں آریوں کے لئے دو پیسے فرض مقرر کئے ہیں۔ جن کے بغیر کوئی آریہ آریہ نہیں رہتا۔ بلکہ شودر (چوہڑہ۔ چمار۔ نائی۔ دھوبی وغیرہ) بنجاتا ہے۔ اور اس فرض عبادت کا نام۔ برہم یگ اور دیو یگ ہے۔ انکا بجالانا ہر آریہ اور آریائی پر ہر روز صبح و شام ایسا ہی لازم ہے۔ جیساکہ ایک مسلمان پر پانچ نمازوں کا پڑھنا فرض ہے۔ جیساکہ تارک الصلوٰۃ مسلمان نہیں کہلا سکتا۔ ایسا ہی ویدک دھرم کی ان دونوں عبادتوں کا تارک آریہ نہیں کہلا سکتا۔ چنانچہ ستیارتھ پرکاش میں لکھا ہے۔

"جو شخص یہ دونوں کام صبح و شام کے وقت نہ کرے اس کو شودر کے مانند سمجھیں" (باب ۴ دفعہ ۶۲)

اب ان دونوں عبادتوں کو ذرا تفصیل سے لکھتا ہوں جس سے آپ کو یہ معلوم ہو جائے کہ آیا یہ ممکن العمل بھی ہیں یا نہیں۔ اگر تو یہ ایسی عبادتیں ثابت ہو جائیں۔ جن پر عمل کرنے سے تعلق باللہ یعنے خدا کی معرفت میں کسی قسم کی ترقی ہو سکتی ہو۔ یا انسانی اخلاق میں کوئی نمایاں تبدیلی کی امید ہو۔ تو ان حرکات کو عبادت کہنا موزون ہوگا۔ ورنہ اس جل پرستی اور آتش پرستی کو بڑی عبادت اور مہایگیہ کہنا ایسا ہی ہوگا۔ جیساکہ زنگی کا نام کافور رکھنا۔ عبادت سے غرض اور سب سے بڑا مدعا انسان کا یہ ہوتا ہے۔ کہ وہ معرفت الٰہی اور قرب الٰہی میں روز افزوں عروج حاصل کرتا جائے۔ اور باخدا انسان بن جائے۔ مگر افسوس سے کہا جاتا ہے۔ کہ اس ویدک عبادت میں بجز مالی زیر باری اور تضیع اوقات کے نہ کوئی دینی یا دنیوی بھلائی ہے نہ اخلاق فاضلہ یا بارگہ عالیہ تک رسائی۔

برہم یگیہ کا بیان } یہ پہلی عبادت ہے جس کو سندھیا کہا جاتا ہے۔ جو ہر آریہ انسان مرد و عورت کو صبح و شام دونوں وقت جنگل میں جاکر پانی کے کنارے بیٹھ کر اور کھڑے ہو کر کرنی پڑتی ہے۔ چنانچہ منوسمرتی میں لکھا ہے۔

"صبح سورج نکلنے سے پہلے کھڑا ہو کر اور شام کے وقت جب تک تارے نہ دکھائی دیں۔ بیٹھ کر گائتری (ویدکا ایک منتر ہے) کا جپ (وظیفہ) کرتا رہے" (منوسمرتی شلوک ۱۰۱ باب ۲)

(سمرتی پرکاش ساتواں پرکرن شلوک ۶۸۱)

(ستیارتھ باب ۳ دفعہ ۱۵)

یہ تو اوقات ہیں۔ اس عبادت کے آگے مقام عبادت کے متعلق یہ ہدایت ہے۔ کہ

"جنگل میں یا تنہا جگہ میں جاکر کسی پانی والی جگہ کے نزدیک یکسو ہو کر گائتری کا جپ (وظیفہ) کرے" (منو $\frac{2}{104}$ و سمرتی پرکاش $\frac{5}{684}$ و ستیارتھ پرکاش باب ۳ دفعہ ۱۴ و آریہ گزٹ مورخہ ۱۷ جنوری ۱۹۲۳ء صـ ۳)

اس انوکھی ویدک عبادت سے یہ معلوم ہوا۔ کہ انسان ہر جگہ اور ہر موسم میں اس کے بجالانے سے بالکل عاری ہے۔ کیونکہ دو شرطیں اسمیں ایسی ہیں۔ جو بعض حالات میں تو اکثر مقامات پر کوئی آریہ پوری کر ہی نہیں سکتا۔ اول جنگل کا دستیاب ہونا۔ دوم پانی کا ملنا اور یہ دونوں شرطیں اس عبادت کے لئے ایسی لازمی ہیں۔ جیسے ایک مسلمان کا نماز کے لئے قبلہ رو کھڑا ہونا فرض اوّل ہے۔ لیکن قبلہ رو ہونا تو ہر جگہ ہر موسم میں ہر ملک میں ہر حالت میں ہر مصلی کو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حاصل ہو جاتا ہے۔ مگر سندھیا کے لئے جنگل یا تنہا جگہ اور کنارۂ آب کا ہر آریہ اور آریانی کو ہر حالت میں دستیاب ہونا ناممکن ہے۔ نہ کہ محال

دونوں شرطیں ناممکن الوقوع ہیں

ہمارے آریہ سماجی دوست بتائیں۔ کہ

(۱) جب کوئی آریہ مہاشہ سفر میں ریل یا جہاز پر سوار ہو۔ وہ کس طرح جنگل یا تنہائی کے مقام کو حاصل کرے اور کہاں سے کنارۂ آب اس کو میسر آوے؟ ایسا مسافر کیونکر اس عبادت کو بجالا سکتا ہے۔ یا اسکو سفر میں یہ عبادت معاف ہے؟ ویدوں سے جواب دیں۔

(۲) ایک بیمار اور کمزور مہاشہ اور مہاشنی کیا کرے؟ وہ کس جنگل میں بستی سے دور جاکر پانی کے قریب تنہائی میں یہ منگل گائے؟ جواب بروئے وید ہو۔

(۳) اس عبادت کے لئے ہر ایک آریہ کا خواہ وہ مرد ہے یا عورت۔ تنہائی کے مقام میں اکیلے اکیلے یکسو ہو کر سندھیا کرنا لازمی ہے۔ لیکن جس قصبہ یا گاؤں میں ایسا مقام صرف ایک ہی ہو۔ جو جنگل کا حکم رکھتا ہو۔ اور وہاں پانی کا کنارہ بھی میسر آسکے۔ تو یہ سب ہزار دو ہزار آریوں کا مجمع جب اس کے کنارے اس جنگل میں سندھیا کرنے تشریف لے جائیں گے۔ تو اس مجمع کثیر کو فرداً فرداً خلوت گاہ کیونکر میسر آسکتی ہے۔ کیونکہ وہ جنگل تو اس ہجوم سے ایک میلہ بنکر جلوت گاہ ہو جائیگا۔ ذرا اس کی تجویز بھی بیان فرمائیں۔ کہ کس طرح سب کو یہ خلوت مل سکتی ہے۔

(۴) نیز ظاہر ہے۔ کہ حسب احکام وید جب ہر ایک گھر کے زن و مرد آریوں کو ہر روز طلوع آفتاب سے قبل منہ اندھیرے اور غروب آفتاب کے بعد تاروں کے نظر آنے تک گھروں کو مقفل کر کے جنگل کو آباد کرنے جانا پڑے گا۔ تو پیچھے ان ویران گھروں کا جن میں کوئی نام لیوا باقی نہ ہوگا۔ کیا انجام ہوگا۔ آیا وہ چوروں اور ڈاکوؤں اور بدمعاشوں کے جولانگاہ بنیں گے۔ یا آرین راجہ کی طرف سے ان پر صبح و شام پہرہ مقرر ہوا کرے گا؟

(۵) پھر ایسے ممالک جہاں اسقدر سردی پڑتی اور برف باری ہوتی ہے۔ کہ اگر انسان اس وقت اس سردی اور برف میں سے گذر کر سندھیا بجالانے جائے۔ تو اس کے اعضاء یہی گر جائیں۔ بلکہ بعض دفعہ جان بھی نکل جائے۔ ایسے مقامات پر یہ مقدس جانستان عبادت کیونکر بجالائی جائے۔ آیا ایسے مقام میں رہنے والے آریہ بھی گھروں سے نکل بستی سے دور جاکر جنگل میں کسی پانی والی جگہ کے قریب بیٹھ کر اور کھڑے ہو کر اپنی جان عزیز اس گایتری کی نذر کر کے ہمیشہ کے جھگڑے سے خلصی حاصل کریں۔ یا اس مالک عبادت کے قریب ہی نہ جاویں؟ سوچکر جواب دیجئے۔ کہ یہ عبادت واجب العمل ہے یا ممکن الوقوع؟

اس عبادت کا طریق عمل

برہم یگیہ یعنے سندھیا مذکور کے جو ادائیگی کے طریق بتائے گئے ہیں۔ ان میں سے ایک بھی ایسا نظر نہیں آتا جس کی بجاآوری سے کوئی انسان مہذب اور باخدا انسان بن سکے۔ یا کوئی دنیاوی فائدہ ہی حاصل کرے۔ سب کے سب خلاف انسانیت اور تباہ کن صحت اور مضحکہ خیز ہیں۔ جیسا کہ اس کے طریق ادائیگی کو ظاہر کر کے ثابت کروں گا۔

پہلا عمل۔ جو سندھیا کرنے والے کو بجالانا ہے۔ وہ آچمن کہلاتا ہے۔ آچمن کیا ہے؟ ہتھیلی میں دو چار قطرے پانی کے لیکر ہتھیلی کے کنارے اور اس کی درمیانی جگہ کو (جس میں پانی کے قطرے بھرے ہوئے ہیں) ہونٹ سے لگا کر پی جائے۔ پانی اس سے زیادہ نہ ہو نہ کم۔ (ستیارتھ باب ۳ دفعہ ۱۴)

یہ ہے اس عبادت کا پہلا رکن۔ معلوم نہیں۔ کہ اس عمل سے روحانیت اور انسانیت میں کونسی ترقی ہوتی ہے۔ اور یہ پانچ دس قطرے روحانی پیاس کو بجھانے میں کیونکر ممد ہوتے ہیں آدھا یا ایک گھونٹ پانی پینے کو عبادت قرار دیکر برہم یگیہ اسکا نام رکھنا حواس باختگی نہیں تو اور کیا ہے؟ اس عمل سے کسی قرب الٰہی کا حاصل ہونا تو ظاہر ہے۔ البتہ اسکا فلسفہ جسمانی سوامی جی مہاراج نے جو بیان کیا ہے۔ وہ بہت ہی لاجواب ہے:۔

چند قطرے پانی پینے کا فلسفہ

آپ ستیارتھ پرکاش باب ۳ کی دفعہ ۱۴ میں فرماتے ہیں۔ ان چند قطروں کے سٹک لینے سے یہ غرض ہے کہ

"اس سے حلق کا بلغم اور صفراء کسیقدر دفع ہوتے ہیں"

ماشاء اللہ کیا اکسیر کا نسخہ انیسویں صدی کے مہرشی نے بتایا ہے۔ کہ ہتھیلی بھر پانی چوسنے سے بلغم اور صفراء جو حلق میں اٹک جاتا ہے۔ وہ سارا تو نہیں۔ البتہ کسی قدر دفع ہوتا ہے۔ اس ویدک فلاسفی نے انگریزی اور یونانی طب و ڈاکٹری کو بھی مات کر دیا۔ گو اس عمل خیر کو عبادت کا رکن اوّل تو قرار دے لیا۔ مگر کسی تزکیۂ نفس اور روحانی تجلی کے لئے بلکہ طبی فوائد کو ملحوظ رکھ کر چلو بھر پانی رفع صفراء و بلغم کے لئے مفید جان کر برہم یگیہ یعنے ایشوری عبادت کا جزو لاینفک قرار دیا ہے

بات نہ بن آئی

مگر حیرت آتی ہے۔ کہ ایک آریہ ورت کا مصلح آریہ دھرم کا مہارشی نمبری ۱۰۸ ایسا حواس باختہ ہوا کہ اس کو بات بنانی بھی نہ آئی۔ آپ نے یہ تو سمجھ لیا تھا۔ کہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس فعل عبث چلو بھر پانی پینے کو عبادت کہنا تو اپنی ہنسی کرانا ہے۔ اس کو کسی مرض کا علاج بتا دو تاکہ کوئی اعتراض نہ کرے۔ کہ یہ کیا عبادت ہے۔ اور کچھ تو بات بن جائے۔ لیکن جناب والا کو اتنی سمجھ نہ آئی۔ کہ ایک چلو پانی کو دافع بلغم وصفراء قرار دیتے ہوئے میرا اسکو محدود کر دینا کہ "پانی نہ اس سے کم ہو نہ زیادہ" ساری کری کرائی کو برباد کر رہا ہے۔ کیونکہ اس گھونٹ پانی کا مقصد اگر بلغم دور کرنا تھا۔ تو اس قید کی کیا ضرورت کہ پانی اس سے کم اور زیادہ نہ ہو۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ ایک چلو سے جبکہ کسیقدر بلغم اور صفراء دور ہوتا ہے۔ تو زیادہ سے زیادہ دور ہوتا۔۔۔۔۔۔

چلو بھر پانی اور وہ بھی اندازہ مقررہ سے کم و بیش نہ ہو۔ مقرر کرنا بتا رہا ہے۔ کہ یہ فلاسفی ایجاد بندہ ہے۔ اگرچہ گندہ ہے۔ پس یہ حکمت ہی غلط ہے۔ اور یہ ضروری بھی نہیں۔ کہ سارے آریہ اور ویدانی صفراء اور بلغم کے ہی مارے ہوئے ہوں۔ اگر دفع بلغم کے لئے آچمن کا حکم تھا۔ تو لکھ دیتے کہ جس کے حلق میں بلغم اور دل میں صفراء اڑا ہوا ہو۔ وہ دو چار غرغرے پانی سے کر لیا کرے نہ کہ ہر ایک آریہ چلو بھر پانی سے کم و بیش نہ لیکر ہتھیلی کے کنارے اور اس کی درمیانی جگہ کو ہونٹ سے لگا کر آچمن کرے"۔ کیا بلغم وصفراء کے دفع کرنے کے لئے اس کی بھی ضرورت ہے۔ کہ خاص طریق سے ہتھیلی کا پانی سٹکا جائے کیوں دیانندیو۔ یہ سچی بات ہے کہ آچمن کا عمل حلق کی بلغم اور دل کے صفراء کو دور کرنے کے لئے ہی ہے؟ اگر یہ سچ ہے تو کیا اس چلو بھر پانی کے سٹکنے سے حلق کا بلغم پانی کے زور سے اندر جائیگا یا باہر نکلے گا؟ کیونکہ رشی مہاراج فرماتے ہیں۔ کہ یہ چلو بھر پانی "حلق سے نیچے ہردیہ (دل) تک پہنچے"۔ دیکھ لو حلق کی بلغم کو دل پر جا ڈالا۔ پہلے تو حلق ہی بند ہو رہا تھا۔ اب دل کو بھی جو صفراء کا مارا ہوا ہے۔ بلغم میں لت پت کر دیا۔ کیا لاجواب فلاسفی ہے جس پر آریہ جتنا بھی ناز کریں۔ بجا اور جس قدر بھی فخر کریں روا ہے۔

دوسرا عمل جو اسکے بعد ہے۔ وہ **مارجن** کہلاتا ہے۔ مارجن کیا ہے؟ یہ کہ "درمیانی اور دوسری انگلی کی نوک (یعنے پوروے) سے آنکھوں وغیرہ اعضاء پر (وغیرہ سے مراد معلوم نہیں کونسے اعضاء مخصوصہ ہیں) پانی چھڑکے"۔ بھلا سوچو تو سہی کہ "انگلی کے پوروں سے آنکھوں پر چھینٹے دینے سے کونسی روحانیت بڑھتی ہے۔ یا اس عمل سے کہاں کی معرفت ایشور حاصل ہوتی۔ یا پاکیزگی باطنی ہو جاتی ہے۔ سوائے جل پوجا یعنے آب پرستی کے اس سے نتیجہ کیا۔ اور یہ عبادۃ الٰہی کیونکر کہلائی؟ چونکہ یہ ایک لغو سی حرکت تھی اور لاحاصل مگر ویدک دھرم کے رو سے بجالانی ضروری تھی۔ روحانی فائدہ اس سے کوئی تھا نہیں دوسری طرف تعلیم یافتہ ہندو پارٹی کے مضحکہ کا خطرہ نظر آ رہا تھا۔ اس لئے مجبوراً پنڈت دیانند صاحب کو کچھ اسکا فائدہ ظاہر کرنا ضروری معلوم ہوا۔ گو وہ فائدہ نقصان دہ ہی ہو۔ مگر آخر کار سوامی جی نے اس نوک انگشت سے آنکھوں پر چھینٹے دینے کی فلاسفی یہ بیان ہی کر دی۔ کہ "اس سے سستی دور ہوتی ہے"۔

(ستیارتھ باب ۳ دفعہ ۱۴)

یہ فلسفہ بالکل اس مثل مشہور کا مصداق ہے۔ کہ "چاولوں کی سفیدی زمین کی گولائی کی دلیل ہے"۔ معلوم نہیں کہ سندھیا کرنیوالے آریہ مہاشہ کو گھر سے نکل کر جنگل میں پہنچنے اور غسل واشنان کر چکنے کے بعد تک اسقدر سستی چمٹی رہی۔ اور نیند سے آنکھیں ملی جاتی ہیں۔ کہ بغیر دو مقررہ انگلیوں کی نوکوں سے پانی چھڑکنے کے آنکھیں کھلتی ہی نہیں۔ مگر اس انیسویں صدی کے فلاسفر کو اس حکمت کو بیان کرتے کچھ لجیا بھی نہ آئی۔ کہ میں جبکہ سستی کے دور کرنے کا عمل بتا رہا ہوں۔ تو اس کیلئے خاص دو مقررہ انگلیوں کی نوکوں سے پانی چھڑکوانا کیا مطلب رکھتا ہے۔ اگر واقعی اس فعل عبث سے سستی دور کرانی مقصود ہے۔ تو اس بھلے مانس کو کہدیا ہوتا۔ کہ دونوں ہاتھوں سے پانی لیکر منہ دھو لے نیند اڑ جائے گی۔ اور سستی کافور ہو گی۔ نہ کہ درمیانی اور انامکا انگلی کی نوکیں ہی خاص اثر انداز ہیں؟ مگر اصل بات وہی ایجاد بندہ اور سراسر گندہ والی ہے۔ نہ یہ عبادت نہ یہ ریاضت محض جل پوجا کو چھپانے کا حیلہ ہے۔

تیسرا عمل۔ جو اسکے بعد ہے وہ پرانایام کہلاتا ہے۔ یہ کیا ہے؟ سانس کی آمد و شد کا روکنا یعنے حبس دم۔ سوامی جی مہاراج اس کی چار قسمیں بتاتے ہیں۔ جن کی مشق کرنے کی ہدایت دیتے ہیں۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں کہ

"ایک قسم۔ باہر ہی زیادہ روکنا۔ دوسری قسم۔ اندر جتنا دم رو کا جائے اتنا روکنا۔ تیسری قسم۔ یکبارگی جہاں ہو وہاں حسب طاقت دم کو روک دینا چوتھی قسم۔ جب دم اندر سے باہر نکلنے لگے۔ تب اس کے برعکس اسکو نہ نکلنے دینے کے لئے باہر سے اندر لیوے اور جب باہر سے اندر آنے لگے۔ تب اندر سے باہر کی طرف دم کو دھکا دیکر روکتا جائے۔۔۔۔ عورت بھی اسیطرح یوگ کی مشق کرے"۔

(ستیارتھ ایڈیشن ششم باب ۳ دفعہ ۱۲)

فرمایئے ناظرین۔ آیا کچھ آپکی سمجھ میں؟ کہ یہ عبادت کیسی بے تکی اور ناطقہ بند کرنے والی ہے۔ ہم تو آجتک یہ سنتے رہے ہیں۔ اور تمام ڈاکٹر اور اطباء یہی کہتے چلے آئے ہیں۔ کہ

"ہر نفسے کہ فرو می رود ممد حیات است
وچون برمی آید مفرح ذات"

کیونکہ جس وقت انسان اوپر کی سانس لیتا ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تو اوکسیجن یعنے عمدہ ہوا کو جذب کرتا ہے۔ جو انسان کی زندگی اور صحت کے لئے نہایت ضروری ہے۔ اور جب نیچے کو سانس لیتا ہے تو کاربن یعنے خراب ہوا کو نکالتا ہے۔ جو قاطع زندگی اور مضر صحت ہے۔ اور سانس کی یہ آمد و رفت ایک معمولی قدرتی طریقے کے موافق رہتی ہے۔ پس اگر اسمیں فرق آئیگا۔ تو ضرور انسانی صحت اور اس کے قواعد میں فتور آئیگا اور سانس کی آمد و رفت خون کی حرکت پر منحصر ہے۔ یہہ کسقدر غیر مناسب اور مضر فعل ہے کہ خون تو برابر حرکت کرتا رہے۔ اور سانس کی آمد و رفت بند کر دیجائے۔ گویا سٹیم تو برابر کام دے۔ مگر انجن نہ چلے۔ آخر کار اسکا کیا انجام ہوگا۔ تنفس کی خرابی۔ جو درحقیقت انسانی زندگی اور صحت کی خرابی ہے۔ دیکھلو نزع کے وقت سب سے پہلے تنفس ہی خراب ہوتا ہے۔ لمبی لمبی سانسیں موت کی خبر دیتی ہیں۔ آخر سانس رُکتے رُکتے بالکل ہی رُک جاتا ہے۔ جس شخص کی سانس ایک منٹ میں سترہ ۱۷ مرتبہ چلتی ہے۔ وہ تندرست اور قوی ترین انسان خیال کیا جاتا ہے۔ پھیپھڑے کی غذا وہ ہوا ہے۔ جو سانس کے ذریعہ سے اندر جاتی ہے۔ جب دم بند کیا جائیگا۔ تو اس کو غذا کس طرح پہنچے گی۔ یقینی طور پر اس میں خرابی پیدا ہوگی۔ اور رفتہ رفتہ اس دم بندی سے امراض سل۔ ضیق النفس۔ دمہ۔ باؤ گولہ۔ جریان وغیرہ پیدا ہو کر ایسے لوگ یا سندھیا خوان کو قبل از وقت قریب المرگ کر کے جلد سے جلد شمشان بھومی (مڑھیوں) میں سندھیا کرا دیگی۔ مگر آپ حیران نہ ہوں۔ کہ سوامی جی نے ایسے عابد کو جو یہ جانکاہ عبادت بجالاتا ہے کیوں اس کے فوائد اور اس کی فلاسفی سے آگاہ نہیں فرمایا۔ نہیں صاحب! مہارشی جی نے تو اس عمل خیر کو اعلیٰ درجہ کا پُر حکمت اور مفید تر [illegible] آپ فرماتے ہیں۔ کہ اس حبس دم سے

"طاقت اور ہمت بڑھکر عقل تیز اور لطیف ہو جاتی ہے۔ حتے کہ نہایت مشکل اور دقیق مسئلہ کو بہت جلد قبول کر لیتی ہے۔ (اس کی نظیر خود سوامی جی مہاراج کی ہی ذات مبارک ہے جو ایسے ایسے باریک اور دقیق مسائل فلسفہ متعلق حبس دم بیان فرماتے ہیں۔ فاروق) اس کی بدولت انسان کے جسم میں دیریہ (منی) بڑھکر لازوال طاقت اور ہمت اور حواس پر غلبہ حاصل ہوگا۔ اور تمام شاستروں کو تھوڑے عرصہ میں سمجھکر نوک زبان کر لیگا۔"

(ستیارتھ پرکاش ششم باب ۳ دفعہ ۱۲ صفحہ ۸۵)

جل جلالہ! کیسی نافع عبادت ہے۔ جس کا ہر ایک عمل نجات دہندہ خدا رسیدہ عالم و فاضل بنانیوالا۔ اسفند یار رستم پیدا کرنے والا۔ وید و شاستروں کو نوک زبان کرانیوالا۔ تو سب کچھ ہے۔ مگر نہیں تو اس تماشاگری میں یہ نہیں کہ خدا سے تعلق ہوتا ہو یا کوئی اخلاقی ترقی روحانی پاکیزگی۔ حقیقی معرفت حاصل ہوتی ہو۔ پھر اسکا نام عبادت رکھنا اگر بجا ہے۔ تو ڈنڈ پیلنا۔ کشتی کرنا مٹی کھودنا۔ بوجھ اُٹھانا کیوں عبادت نہیں افسوس کہ ویدک دھرم کو آجتک عبادت الٰہی کا پتہ نہیں معلوم نہیں۔

تعجب ہے کہ خلاف قانون قدرت امور کو عبادت قرار دے لینا اور اپنے ہاتھوں اپنی جان کو ہلاکت میں ڈالنے کا نام برہم یگیہ رکھنا خدا کے احکام نہیں ہو سکتے۔ عبادت کے لئے عجز و انکسار تذلل و خاکساری۔ خلوص نیت و پرہیزگاری درکار ہے۔ نہ کہ ڈنڈ پیلنا اور اعضاء پر دو چار چھینٹے دینا اور سانس کو اندر باہر روکنا کیا یہ خدائی تعلیم ہو سکتی ہے؟ اسکو ہی عالمگیر تعلیم کہا جاتا ہے؟

اس اعلیٰ عبادت کہلانے والی سندھیا سے تو یہ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ اس سے نہ دل کی حضوری اور نہ صفائی باطنی نہ تزکیہ روحانی نہ قرب الٰہی حاصل کرنا مقصود ہے۔ بلکہ اس سے تو صرف خلق کا بلغم اور دل کا صفراء اور آنکھوں کی نیند اور سانس کو قابو کر کے قید کر لینا مطلوب ہے۔ پھر اس کو عبادت الٰہی کیوں کہا جاتا ہے۔ یہ تو خاصہ تماشا ہے۔ شاید اسی لئے کنج تنہائی میں کیا جاتا ہے۔ کہ دیکھنے والے ہنسی نہ اُڑائیں۔ اب میں اس کو مختصر کرتا ہوں۔ اگر کسی آریہ مہاشہ نے سندھیا کی عبادت ہونے پر قلم اُٹھایا۔ تو انشاء اللہ میں اس کو بتا دوں گا۔ کہ اس نے شراب کو آب سمجھ کر اپنی کور باطنی کا ثبوت دیا ہے۔ اور آئندہ دوسرے پرچہ میں دوسری عبادت کا کھوکھلا ذکر کیا جائیگا۔ جو اس پہلی سے بھی عجیب تر اور بالکل ناقابل عمل ہے۔ فانتظروا۔

مولوی ثناء اللہ امرتسری اور ہم

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے ایک ۳۲ صفحہ کا رسالہ "شہادات مرزا" نام سے غالباً اکتوبر ۱۹۲۳ء میں شائع کیا۔ اور اس کے ٹائٹل پیج پر یہہ تحریر فرمایا۔ کہ

"اسکے جواب پر یہ فیصلہ منصف مبلغ ایک ہزار انعام کا اعلان ہے۔۔۔۔ بشرطیکہ تاریخ اشاعت سے چھ ماہ تک مطبوعہ جواب برائے فیصلہ منصف کے پاس پہنچ جائے۔"

اس اعلان کو ہر شخص پڑھتے ہی یہ ضرور خیال کرلے گا۔ کہ فاضل امرتسری نے اعلان بالا کو مطابق رسالہ میں بالتصریح نہیں تو اشارۃً ہی منصف کا نام و پتہ معہ شرائط متعلقہ ضرور تحریر کر دیا ہوگا۔ تاکہ مجیب جواب کو طبع کرا کر اُس منصف کے پاس ارسال کر دے۔

دوم یہ بھی کیا ہوگا۔ کہ رسالہ طبع ہوتے ہی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بذریعہ رجسٹری مجیب ذہنی کے نام ارسال کر کے باضابطہ رسید ڈاک خانہ حاصل کر لی ہو گی۔ تاکہ یوم رسیدگی رسالہ سے چھ ماہ کی میعاد شمار کی جائے۔ اور یہ دونوں امور عقل و انصاف کے عین مطابق ہیں۔ جو مولوی صاحب کے اوپر بطور فرض و واجب کے تھے۔ مگر ناظرین یہ سُنکر متحیّر ہو جائیں گے۔ کہ ابوالوفا صاحب امرت سری نے نہ تو تمام رسالہ میں کہیں اس منصف کا ہی نام و نشان بتایا ہے۔ جس کے فیصلہ پر یہ برائے نام انعام عطا ہوتا تھا نہ کوئی دیگر شرائط جواب ہی تحریر فرمائی ہیں۔ جن کے مطابق کسی مجیب کو جواب دینا چاہیئے۔ نہ رسالہ ہی کسی احمدی یا ذہنی و خیالی مجیب کے نام ارسال فرمایا۔ جس سے جناب "مصنف شہادات مرزا" کو میعاد چھ ماہ کا شمار کرنا آسان ہوتا۔ پس ہم اس اشتہاری انعام کی غرض بجز اس کے کہ اس حیلہ سے کچھ ٹکے کما لئے جاویں۔ اور لوگ ایک نئی کتاب سمجھ کر منگالیں۔ اور کچھ نہیں سمجھتے۔ سو اس رقم کے اعلان کے ماتحت جو خاص حکمت اور امر ظریفانہ ہے۔ وہ اس رسالہ کی بکثرت بکری کے لئے ایک مفید مطلب اور معنے خیز دجل ہے۔ جس کی تہ اسفل تک پہنچنا بجز ان فہمیدہ انسانوں کے جو مولوی صاحب کے حالات سے ایک گہری واقفیت رکھتے ہیں۔ عام لوگوں کا کام نہیں۔ الحمد للہ کہ یہ عاجز بھی امرت سری حضرت کی رگ و پے سے اچھی طرح واقف ہے۔ جس کو مولوی صاحب کا دل تسلیم کرتا ہے اور خوب جانتا ہے۔ اگر اس انعامی اعلان کا یہ مدعا نہیں جو میں نے سمجھا ہے۔ تو جناب ایڈیٹر صاحب اہلحدیث از راہ کرم مندرجہ ذیل سوالات کا جواب تو دیں۔

امرتسری فاضل سے استفسار

اگر یہ رسالہ آپ نے ایسا ہی لاجواب سمجھکر طبع کرایا تھا۔ کہ جس کے جواب سے احمدی جماعت عاجز ہو جاتی تو فرمائیے تو سہی۔ کہ

(۱) آپ نے رسالہ کے کس صفحہ اور کس سطر میں اوس منصف کا نام و پتہ بتایا ہے۔ جس متعلق ٹائٹل پر لکھا ہے۔ کہ "بشرطیکہ مطبوعہ جواب برائے فیصلہ منصف کے پاس پہونچ جائے"

(۲) اگر منصف بتراضی فریقین مقرر کرنا مقصود تھا۔ تو اس مقصد کا اظہار رسالہ میں کس جگہ درج ہے؟

(۳) آپ نے جس روز رسالہ شائع کیا اس روز یا اس سے بعد ہی کبھی رسالہ مذکور کسی ایسے احمدی کے نام بذریعہ رجسٹری ڈاکخانہ یا بدست معتبر شاہد کے روانہ کیا۔ اگر کیا تو کس کے نام اور کب اور کس ذریعہ سے۔ شہادت مسلمہ پیش کرو۔

(۴) اگر نہیں کیا تو کیوں؟ محض اس لئے کہ فریق مجیب کو پتہ نہ لگ جائے۔ یا کوئی دیگر مصلحت تھی؟ مفصل بتاؤ۔

(۵) جب کہ نہ کسی احمدی کے پاس یوم اشاعت سے آپ نے یہ رسالہ بھیجا۔ اور نہ منصف کا پتہ دیا۔ تو کس دلیل سے آپ کا مطالبہ جواب "بتاریخ اشاعت سے چھ ماہ تک" کا عند العقل والانصاف منصفانہ اور عاقلانہ ہو سکتا ہے؟

(۶) آپ نے باوجود اس کے کہ خود یہ رسالہ کسی ذمہ دار مجیب اور مخاطب کے پاس نہیں بھیجا۔ اور نہ کوئی خاص شرائط جواب رقم فرمائیں۔ پھر بھی آپ کے پاس اس رسالہ کا جواب بذریعہ رجسٹری ڈاکخانہ چھ ماہ میعاد مقررہ کے اندر ہماری طرف سے پہنچا یا نہیں؟

(۷) اگر پہنچا جس سے انکار ناممکن ہے تو آپ نے یہ انعامی رقم کیوں اب تک ادا نہیں کی؟

(۸) اگر کہو کہ وہ جواب میرے اعتراضات مندرجہ رسالہ کا جواب صحیح نہیں۔ تو آپکو منصف کس نے مقرر کیا تھا۔ جو آپ کے فیصلہ پر انعامی رقم کا مستحق مجیب سمجھا جاتا؟

(۹) نیز آپ نے اس کے متعلق کیوں تردید نہیں کی۔ اور کیوں اظہار نہیں کیا۔ کہ جو جواب "شہادات مرزا" کا مولوی جلال الدین صاحب شمس مولوی فاضل قادیانی نے شائع کیا ہے۔ وہ بدیں وجہ قابل انعام نہیں؟

(۱۰) فاروق اخبار میں جبکہ آپ سے شرائط جواب اور تقرر منصف اور جمع رقم انعام وغیرہ کے متعلق بار بار دریافت کیا گیا۔ تو آپ نے کیوں اسکا کوئی جواب نہ دیا؟

اگر ان دس استفسارات کا جواب آپنے معقول اور مقبول عام دیدیا۔ تو سمجھا جائیگا۔ کہ واقعی انعامی اعلان ٹکے کمانے اور لوگوں کو بہکانے اور کتاب کی بکری بڑھانے کے لئے نہیں لکھا تھا۔ بلکہ نیک نیتی اور دیانتداری اور وفاشعاری سے مجیب کو ادا کر دینے کی غرض سے شایع کیا تھا۔ ورنہ بات وہی ہے۔ جو اوپر سمجھکر لکھدی ہے۔ کہ دنیا کے لئے دین کو برباد کر کے آپ نے یہ انعامی اعلان کیا تھا دگر ہیچ۔ اور آئندہ اسکے اب دوسرے جواب کا انتظار کریں۔

عُلماءِ سُوء

(از مولوی ظفر الاسلام صاحب متعلم مولوی فاضل کلاس)

لیس کلامنا ھذا فی اخیارھم بل فی اشرارھم

اس پُر آشوب زمانہ میں اسلام جہاں بیرونی جملہ قوموں کا جولانگاہ بنا ہوا ہے۔ وہاں اوسے ان سب سے زیادہ خونخوار اور غدار اندرونی دشمن سے واسطہ پڑا ہے۔ جو یوں تو ہمیشہ سے اپنی غداری و سیہ کاری کی وجہ سے اسلام

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے لئے مار آستین بنتا اور اُسے بدنام کرتا رہا ہے۔ لیکن اس زمانہ میں دین حق خصوصیت سے اس نابکار فرقہ کے مظالم کا تختۂ مشق بن رہا ہے۔ یہ جُبّہ پوش فرقہ شہنشاہ دوجہان کے مقدس تخت پر بیٹھ کر آپؐ کے ہی اُس مقدس دین پر طرح طرح کے ظلم و ستم کے تبر چلا رہا ہے جس کو کہ آنحضرت صلعم اور صحابہ کرامؓ نے بے نظیر جانبازیوں اور جانفشانیوں کے ساتھ خونخوار شمشیروں کے نیچے رہ کر قائم کیا تھا۔ ان بدترین مُلّانوں نے اُس باغ کے پاسبان کہلا کر اسی کی جڑوں پر کلہاڑا رکھا کہ جسے خدائے قدوس کے مقدس رسولؐ اور اس کی مقدس جماعتؓ نے اپنے خون سے سینچا۔ اور جس کے لئے بکریوں اور بھیڑوں کی طرح ذبح کئے گئے۔

آج سے تیرہ سو سال پہلے مخبر صادق حضرت نبی کریم صلعم مختصر اور جامع الفاظ میں ان شرار الناس کا نقشہ کھینچتے اور اپنی امت کو اس دجّالی فرقہ سے بدیں الفاظ خبردار کرتے ہیں۔ کہ علماءھم شر من تحت ادیم السماء کہ آسمان کے نیچے جسقدر بھی بدتر مخلوق موجود ہے۔ ان سب سے بدتر علماء ہونگے۔ جو اپنے آپ کو دھوکہ اور فریب سے اسلام کی طرف منسوب کر کے اس کو نابود کرنے کی کوشش کریں گے۔ اور مسلمانوں کی تباہی اور بربادی کا موجب ہونگے۔ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ کتے اور بندر اپنے آقا کے وفادار ہوتے ہیں۔ لیکن ان بدترین غدّاروں نے اس خون آشام وقت میں جبکہ اسلام چاروں طرف سے انتہائی درجہ کے مصائب کا نشانہ بن رہا تھا۔ اندر سے بیرونی دشمنوں کو نہ صرف مدد دی بلکہ خود اسلام اور اسلام والوں پر اس بے دردی اور بے جگری سے مظالم توڑے کہ جس کی نظیر اشد ترین دشمنوں میں بھی نظر نہیں آتی۔ اور آج اس دشمن اسلام فرقہ کے خونی کارنامے صفحات تاریخ پر خون کے ساتھ لکھنے کے قابل ہیں۔ تا آئندہ قومیں ان کی شرارتوں پر نفرین پاشی کرتی رہیں اور اسیوجہ سے آج اسلام خون کے آنسوؤں سے فریاد کر رہا ہے۔ کہ ؎

من از بیگانگاں ہرگز نہ نالم
کہ بامن ہرچہ کرد این آشنا کرد

کون ہوشمند انسان نہیں جانتا۔ کہ اس خنّاس فرقہ نے کیسے کیسے گندے اور شرمناک عقائد مسلمانوں میں پھیلائے۔ اور کسقدر فحش تعلیم اسلام جیسے پاکیزہ مذہب کی طرف منسوب کی۔ کہ جس سے گندے سے گندہ انسان کی طبیعت بھی گھنیاتی ہے۔

پھر اس شرالبریہ گروہ نے انسانوں کے گھروں میں ہی نہیں۔ خدائے قدوس کے پاک گھروں اور ذکر اللہ کی جگہوں میں ناپاک اور گندے افعال کا ارتکاب کیا۔ اور اپنے استاد شیطان کو بھی اپنی سیہ کاریوں سے شرمندہ کر دیا۔ اور تمام فضاء انکی غلاظت کاریوں کی بدبو سے بھر گئی۔

لوگوں کے حلال و حرام مالوں سے اپنے پیٹ کے نہ بھرنے والی جہنم کو بھرنا چاہا۔ غریب بیوگان اور یتیم بچوں کے اموال پر دست تعدّی دراز کیا۔ امراء کی جائدادوں کو مسائل کی آڑ میں لُوٹا۔ پھر ان ابناء الشیاطین نے ایک طرف خدائے ذوالجلال اور سید المطہرین حضرت رسول کریم صلعم اور صحابہؓ کی مطہر جماعت پر کفّار کے ساتھ مل کر ایسے گندے اور ناپاک حملے کئے۔ کہ جن سے مسلمانوں کے دلوں کو پاش پاش کر دیا۔ لیکن یہ اسلام کا اندرونی دشمن گروہ ان گندے حملوں پر خوشی کی بغلیں بجاتا رہا۔ دوسری طرف اپنے حرام خور پیٹ کی خاطر مسلمانوں کے اندر اپنے کفر کے فتووں سے تفرقہ اور پھوٹ کا بازار گرم کیا۔ ان سنگدل اور سیہ کار مُلّانوں کے ہاتھوں سے تو رب العزّت کی عزت بچی نہ حضرت سید المرسلین کی آبرو قائم رہ سکی۔ نہ صلحائے امت کی جانیں اور عزتیں محفوظ رہیں۔

غرض اس فرقۂ ناپاک نے ہر زمانہ کے پاک انسانوں کے خون سے اپنے ہاتھ رنگے۔ پاکوں کی ہتک ان کا شیوہ حرامکاری حرام خوری ان کا دائمی وطیرہ ہے۔ مذہب کی آڑ میں قزاقی اور خونریزی انکا دل پسند پیشہ ہے۔ قوموں میں تفرقہ اندازی ان کی بدخصلت اور قومی غدّاری ان کی سیرت مرضیہ ہے۔ اور دنیا میں فسق و فجور کی اشاعت کرنا اس جرائم پیشہ قوم کا بہترین خاصہ ہے۔

اس شیطانی گروہ کا ایک ایک جرم تمام جرائم سے سبقت لے جاتا ہے۔ اسلام کے ساتھ دوستی نما عداوت اور دنائت آمیز شرارت ان برائے نام نیک نہادوں کی طبیعت میں انکے اسلاف کی طرف سے گھٹی میں ملائی گئی ہے۔ اور حق کی مخالفت اور باطل کی تائید اور حمایت ان خناسوں کا فرض اوّلین ہے لیکن اب ہم وہ زمانہ قریب دیکھ رہے ہیں جبکہ خدائے غیور ان رذیل ترین فراعنہ کے پنجہ سے بیکس و بے بس مظلوم اسلام اور اہل اسلام کو ہمیشہ کے لئے نجات دیگا۔ اور قریب ہے۔ کہ اس کی غیرت اور غضب اور دنیا پر اسکا رحم ان شرارت و بلامنی کے پتلوں اور شیطنت و خباثت کے مجسموں کو اپنے جہنم کی آگ میں بھسم کر ڈالے اور اس ناپاک و پلید فرقہ سے زمین کو پاک اور صاف کر دے۔

اگرچہ اس فرقہ بدذات کی بدذاتیاں اسقدر بڑھی ہوئی ہیں کہ آسمان کے ستارے ہم گن سکتے ہیں۔ اور زمین کے ذرات کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ اور سمندر کے قطرات شمار میں لا سکتے ہیں۔ لیکن انکی بدکرداریوں کا شمار میں لانا ناممکن ہے۔ مگر پھر بھی ہم آئندہ نمبروں میں انکے عقائد فاسدہ اور اعمال سیئہ پر نمبروار روشنی ڈالنے کی کوشش کریں گے:۔ انشاء اللہ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دانۂ نخود پر کرۂ ارض

(از سید ارشد علی صاحب لکھنوی)

اس اصطلاح کے داخلی مُبلّغ ہندوستان کے پیشہ ور تحویل داروں نے وصل و فصل کے دل بہلاؤ لوازمات کی بیاض البیان کو سینہ بسینہ کچھ اس درجہ پوشیدہ رکھا کہ دورِ ثانی میں مطلع اقدس کے فسون ساز کمانڈر نے پیکان سیلانی اور شریک حیات جوہر بضارت کے محشر زا نکدان قرۃ العینی سے بھی اس ہمہ کے انکشاف کی لجاجت کی کئی دفعہ عرض و معروض کی۔ لیکن افسوس کے یہ خاندانی فضلِ امید کچھ اس بُری طرح بند رہا۔ کہ کھولے نہ کھُلا۔

دفعتاً قوت متخیلہ کے شہبار تخیل نے گوشۂ نظر کے بعض نیز مدعیون سے اون کے زائچہ گردش دُوری کے جواز کی دلیل دریافت کی تو معلوم ہوا۔ کہ یہ مطعونِ عالم مخلوق بھی اپنے پاس کسی نام نہاد شارع کا حکم رکھتی ہے۔

مرزا حسین علی صاحب ایرانی سے اگر آپ واقف نہ ہوں۔ تو اب ہو جائیں۔ یہ وہ موصوف ہیں۔ جنھوں نے انسانی شکل میں خدائی کے دعوے کے علاوہ نعوذ باللہ قرآن شریف کی تعلیم کو منسوخ اور حرام کر کے ایک نئی اور زمانہ ساز شریعت بنائی جس میں فرماتے ہیں۔

زانی اور زانیہ میرے نام پر بیت المال میں صرف ۹ مثقال سونا داخل کر دیں اور سُنیئے۔

گانا بجانا حلال ہے۔ سُود حلال ہے باجماعت قبلہ کی طرف مُنہ کر کے نماز پڑھنا حرام۔ عورتوں کا پردہ موقوف۔ سوائے ماں کے سب سے شادی کا امکان۔ منی پاک۔

ان جیا سوز اور غارت گر انسانیت احکام کو سامنے رکھ کر میں باخدا حضرات سے دریافت کرتا ہوں۔ کہ اور احکام سے تھوڑی دیر کے لئے اگر بہ جبر و اکراہ غض بصری بھی کر دیا جائے تو زنا کاری کے غارت گر انسانیت فعل سے اہل بہا کس طرح باز رہ سکتے ہیں۔ کیا ایک وہ شخص جو طوائف کو پانچ روپیہ فیس دے سکتا ہے۔ وہ جناب مرزا حسین علی صاحب ایرانی کا حق شریعت دو روپیہ دینے سے انکار کرے گا۔ بس۔ پھر اب کیا ہے۔ ایسے حاملین شریعت کی آؤ بھگت جو کچھ بھی نہ کی جائے۔ تھوڑی ہے۔ آہ۔ کیا یہی اہل بہا کا بقول

خود وہ بے ستر محبوب ہے۔

جس کی طرف وہ دنیا کو بُلاتے ہیں۔ اُف خدا کی پناہ

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ط

کیا غیر احمدی الحمد اور درود شریف پڑھنا چھوڑ دینگے؟

(از شیخ عبد الغفور صاحب بک سیلر گجرات)

عام طور پر غیر احمدی صاحبان کا یہ ایمان ہے کہ نبوت ختم ہے۔ اب کوئی نبی نہیں آسکتا۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں۔ کہ ان کا یہ قول ٹھیک نہیں کیونکہ جب یہ لوگ نماز پڑھتے ہیں۔ تو سورہ فاتحہ میں یہ لوگ خدا سے نبی بننے کی درخواست کرتے ہیں کیونکہ جب یہ کہتے ہیں۔ کہ اھدنا الصراط المستقیم دکھا ہم کو سیدھا راستہ۔ پھر کہتے ہیں۔ صراط الذین انعمت علیھم راستہ ان لوگوں کا جن پر تو نے انعام کیا۔ اب ہم دیکھتے ہیں۔ خدا تعالےٰ کے کیا انعام ہیں۔ ایک تو خدا تعالیٰ بنی اسرائیل کو مخاطب کر کے فرماتا ہے۔ کہ ہمنے تمکو بادشاہ بنایا پھر تم میں نبی بھیجے۔ تو معلوم ہوا خدا کے انعام نبوۃ اور بادشاہت وغیرہ ہیں۔ پھر ایک موقع پر صاف اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ جو اللہ اور اس کے رسول کی پیروی کرتے ہیں۔ ان پر چار قسم کے انعام ہوتے ہیں۔ جن میں نبوۃ بھی ہے۔ اب جبکہ ان لوگوں کا عقیدہ تو یہ ہے۔ کہ نبی نہیں آئیں گے۔ پھر کس منہ سے یہ دُعا خدا تعالیٰ سے مانگتے ہیں (ج) پس چاہیئے۔ کہ مومن کا قول اور فعل برابر ہو۔ (ط) یا تو اس دعا کو چھوڑ دیں۔ یا نبوۃ جاری مانیں۔

دوم۔ ہر نماز میں پانچوقت غیر احمدی صاحبان درود شریف پڑھتے ہیں۔ اب اسمیں بھی یہ لوگ خدا تعالیٰ سے درخواست کرتے ہیں۔ کہ خدایا حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر بے شمار برکتیں اور انعام نازل فرما۔ جس طرح سے تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر کئے ہیں۔ اب ہم دیکھتے ہیں۔ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر سب سے زیادہ انعام کیا تھا؟ تو ہمیں معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ کی ذریت میں پے در پے رسول دنیا میں آئے۔ تھے حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم بھی آپ کی ذریت میں سے تھے۔ اب جب یہ لوگ عقیدہ تو یہ رکھتے ہیں۔ کہ نبوت بند ہو گئی ہے۔ پھر یہ درود شریف جو پڑھتے ہیں۔ تو کیوں پڑھتے ہیں۔

امید ہے۔ کہ غیر احمدی صاحبان یا تو نماز میں سورۂ فاتحہ اور درود شریف پڑھنا چھوڑ دینگے۔ یا پھر اجرائے نبوت مانیں گے۔ اللہ تعالےٰ انکے سینوں کو کھولے۔ آمین:۔ یا انکے پڑھنے کا نتیجہ بتائینگے؟

محقق

یہ وہ پاکٹ بک ہے جو جیبی تقطیع پر ۴۸۴ صفحہ کی علامہ سید ابو البرکات صاحب محقق دہلوی نے حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت پر ۱۳۱۴ شہادتیں درج فرما کر اسیقدر انعام کیساتھ شائع کی ہے۔ اس کی چند جلدیں ہمیں دستیاب ہوئی ہیں۔ یہ پاکٹ بک نایاب ہو چکی ہے۔ اسلئے شائقین اسکو جلد منگالیں۔ پاکٹ بک مجلد ہے۔ قیمت فی جلد صرف ۸ عہ علاوہ محصول ڈاک مقرر ہے۔ پتہ ذیل سے طلب کریں۔

مینجر فاروق بک ایجنسی قادیان ضلع گورداسپور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مسیحی صاحبان سے ایک ہزار ایک سوال حل طلب

سوال نمبر ۵۹

کتاب خروج باب ۳۱ آیت ایک تا چار میں لکھا ہے "پھر خداوند نے موسےٰ سے ہمکلام ہو کے کہا۔ دیکھ کہ میں نے بظلی ایل بن اوری بن حور یہوداہ کے قبیلے میں سے نام لے کے بلایا۔ اور میں اسکو حکمت اور فہمید اور علم اور ہر طرح کی ہنرمندی میں روح اللہ سے بھر دیا" پس جب بظلی ایل روح اللہ سے بھرا ہوا تھا۔ اور یسوع کے متعلق کہیں انجیل میں نہیں لکھا۔ کہ وہ روح اللہ سے بھرا ہوا تھا۔ تو بائیبل کے رو سے ثابت ہوا کہ بظلی ایل یسوع سے بہر حال افضل ہے۔ پھر کیا وجہ ہے۔ کہ عیسائی صاحبان یسوع کو اقانیم میں داخل کرتے ہیں۔ اور بظلی ایل کو اقانیم میں شامل نہیں فرماتے۔ ازراہ عنایت اطلاع فرمادیں۔

سوال نمبر ۶۰

کتاب پیدائش باب ۴۱ آیت ۳۸ سے ظاہر ہے۔ کہ یوسف میں خدا کی روح تھی۔ پس جب یوسف بھی روح اللہ تھا۔ تو وہ یسوع سے کیونکر کم ہوا۔ اقانیم میں یوسف کو بھی شامل کرنا چاہیئے۔ اور جتنے خدا کے بیٹے اور روح اللہ بائیبل سے ثابت ہیں۔ اُتنے ہی اقانیم ہونے چاہئیں۔ خواہ کئی کروڑ بن جائیں۔ اقانیم ثلاثہ کی حد بندی کا کیا سبب ہے۔ مفصل بیان کر کے مشکور فرمادیں۔

سوال نمبر ۶۱

کتاب زبور باب ۵۱ آیت ۱۰ میں بھی بظلی ایل کو روح اللہ سے معمور لکھا ہے۔ پھر کیا سبب ہے کہ جس پاک یاذ کی نسبت اس طرح بار بار کلام الٰہی میں تاکیداً لکھا گیا ہے۔ کہ وہ روح اللہ سے بھرپور ہے۔ اُس کو خدا کا خاص بیٹا اور اقنوم خداوندی کا ایک خاص الخاص جزو یقین نہ کیا جائے۔ مطلع کر کے مشکور فرمادیں

سوال نمبر ۶۲

کتاب ایوب باب ۲۷ آیت ۳ سے ظاہر ہے۔ کہ حضرت ایوب نبی ہمیشہ روح اللہ سے معمور رہتے تھے۔ پھر کیا وجہ ہے۔ کہ ایوب باوجود روح اللہ ہونے کے اقانیم خداوندی میں شامل نہ کیا گیا۔ اور یسوع کو اقانیم میں شامل کر لیا گیا۔ کیا یہ ظاہر بے انصافی اور ظلم نہیں ہے؟ مفصل جواب سے مشکور فرمادیں۔

سوال نمبر ۶۳

دیکھو انجیل مطابق یوحنا باب ۱۰ آیت ۳۴۔ اس میں یسوع پرانے عہد نامے کی تصدیق کرتا ہے۔ کہ وہ باطل نہیں ہے۔ اور نیز متی باب ۵ آیت ۱۷ میں لکھا ہے۔ یسوع نے فرمایا۔ کہ وہ پرانے عہد نامہ یعنی شریعت موسےٰ اور صحف انبیاء کو منسوخ کرنے نہیں آیا۔ پس جبکہ شریعت موسےٰ منسوخ نہیں۔ اور یسوع نے خود اس پر عمل کیا۔ اور وہ سب کتابیں باطل نہیں۔ تو کیا وجہ ہے۔ کہ عیسائی شریعت کے بعض حصوں پر عمل کرتے اور باقی کو منسوخ اور باطل ٹھیراتے مطلع کر کے مشکور فرمادیں۔

سوال نمبر ۶۴

خروج باب ۲۲ آیت ۲۵ میں خدا کا حکم ہے "اگر تو میرے لوگوں میں سے جس کسی کو جو تیرے آگے محتاج ہے کچھ قرض دیوے۔ تو اس سے بیاجیوں کی طرح سلوک نہ کر اور اس سے سُود مت لے" باوجود اس صاف اور صریح حکم کے جو تورات میں موجود ہے اور یسوع نے اسے باطل اور منسوخ قرار نہیں دیا۔ کیا سبب ہے۔ کہ عیسائی صاحبان اپنوں اور بیگانوں سے سب سے قرض دیتے اور لیتے وقت سُود کا لینا اور دینا جائز قرار دیتے ہیں۔ اور بڑے زور کے ساتھ رات دن اس پر عمل پیرا ہو رہے ہیں۔ مطلع فرمادیں۔

سوال نمبر ۶۵

توریت میں صاف حکم آیا ہے۔ کہ جو کوئی روز سبت کام کرے۔ وہ ضرور مارا جائے۔ پھر کیا سبب ہے۔ کہ عیسوی لوگ اس حکم پر عمل نہیں کرتے۔ اور عیسائی ممالک میں عیسائی لوگ سبت کے دن شراب کی دکانوں میں اور تماشا کی دکانوں میں اور دیگر کئی قسم کے کارخانوں میں اور دفتروں میں برابر کام کو جاری رکھتے ہیں۔ اور سبت کے دن جنگ بھی جاری رہا جاتا ہے۔ اور ہر طرح کے کاروبار کئے جاتے ہیں۔ اور اس حکم کی پیروی نہیں کی جاتی۔ بلکہ کھلے بندوں اسکے خلاف کیا جاتا ہے۔ مطلع کر کے مشکور فرمادیں۔

سوال نمبر ۶۶

خروج باب ۳۲ آیات ۳۰ تا ۳۲ میں لکھا ہے۔ کہ حضرت موسےٰ نے خدا تعالیٰ سے درخواست کی۔ کہ انکو قوم اسرائیل کے گناہ کے بدلہ میں کفارہ لیا جائے۔ مگر خداوند نے موسیٰ سے کہا کہ جسنے میرا گناہ کیا ہے میں اسی کو اپنے دفتر سے میٹ دونگا۔ اس حکم خداوندی سے صاف طور پر قانون خداوندی ظاہر ہو گیا کہ کوئی شخص کفارہ جائز نہیں۔ حکم الٰہی لاتذر وازرۃ وزر اخریٰ کوئی ایک دوسرے کا بوجھ گناہوں کا نہیں اُٹھا سکتا۔ پاک کتاب قرآن شریف میں یہی موجود ہے۔ پھر کیا وجہ ہے۔ کہ بائیبل کے اس صریح حکم کے خلاف عیسائی صاحبان مسئلہ کفارہ کو مانتے اور اس کی تعلیم پھیلاتے ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصیت نمبر ۲۲۴۳

میں مسماۃ بھاگ بھری زوجہ کرم الدین صاحب احمدی قوم آوان ساکن چکوال ضلع جہلم بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

اس وقت میری ملکیت صرف یکصد روپیہ ہے جسکا دسواں حصہ مبلغ ۱۰ روپیہ نقد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں جمع کراتی ہوں۔ اگر اسکے بعد میرے پاس اور مال مثل نقدی یا زیورات یا جائداد غیر منقولہ قبضہ میں آجائے گی۔ تو میں انجمن کو اطلاع دیتی رہوں گی۔ میرے مرنے کے بعد میری تمام جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

نشان انگوٹھا بھاگ بھری۔

گواہ شد۔ امام بخش جہلمی۔

گواہ شد۔ فضل کریم احمدی سکنہ چکوال۔

وصیت نمبر ۲۱۴

میں محمد امام الدین ولد منشی نظام الدین قوم ارائیں ساکن بگا گڑھ تحصیل وضلع سیالکوٹ کا ہوں۔ جو کہ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میرے فوت ہو جانے کے بعد جو کچھ میری متروکہ جائداد ثابت ہو۔ خواہ منقولہ یا غیر منقولہ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی بابت میں بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں۔ اور باقی ۹/۱۰ حصہ میرے ورثاء کو ملے۔ نیز میں عہد کرتا ہوں۔ کہ آئندہ میں اپنی زندگی میں ہمیشہ اپنی آمدنی کا دسواں حصہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی امداد میں دیا کروں گا۔ انشاء اللہ میری ماہوار آمد ۵۰ ہے۔ (مگر آجکل ۵۰ روپیہ ماہوار ہے) اسکا دسواں حصہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی امداد میں دیتا رہوں گا۔ مورخہ ۱۰ راپریل ۱۹۰۷ء

العبد محمد امام الدین محرر جوڈیشل تحصیل ظفروال بقلم خود

گواہ شد۔ شاہ محمد ولد محمد یار جٹ ساکن پٹیالہ حال ملازم پولیس سیالکوٹ ہیڈ کنسٹیبل۔ بقلم خود

گواہ شد۔ محمد حسین دفتر قانون گوئی ظفروال بقلم خود

وصیت نمبر ۱۶۵۸

میں الف دین ولد حسن محمد کشمیری ساکن چونڈہ تحصیل ظفروال ضلع سیالکوٹ کا ہوں۔ جو کہ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

۱ میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو۔ اس کے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

۲ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بدوصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کروں۔ تو ایسی رقم یا جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جاوے گی۔

۳ میری موجودہ جائداد ایک مکان سکونتی واقعہ چونڈہ بعمارت پختہ قیمتی تقریباً آٹھ سو روپیہ ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

۴ اگر بمقابلہ جائداد مندرجہ فقرہ ۳ میری جائداد بوقت وفات میری کے زیادہ ہو جاوے تو اس جائداد موجود الوقت وفات میری کے ۱/۱۰ حصہ کی بھی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ ۲۸ ۱/۳۱

العبد

الف دین ولد حسن محمد کشمیری

گواہ شد

مہر الدین سکرٹری انجمن احمدیہ چونڈہ

گواہ شد

امام الدین ولد مولوی نور محمد کشمیری ساکن چونڈہ۔

وصیت نمبر ۱۹۵۵

میں عائشہ بی بی زوجہ مولوی الف الدین قوم کشمیری ساکن چونڈہ تحصیل ظفروال ضلع سیالکوٹ کی ہوں۔ جو کہ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

۱ میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو اس کے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

۲ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کرونگی۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جاوے گی۔

۳ اسوقت میری جائداد مبلغ دو صد روپیہ ہے۔ آج تاریخ ۱۰ ارجون ۱۹۲۱ء مطابق ۲۰ رپیٹھ ۱۹۷۸ء

العبد

عائشہ بی بی موصیہ مذکور

گواہ شد

مہر الدین سکرٹری انجمن احمدیہ چونڈہ۔

گواہ شد

الف الدین کشمیری خاوند موصیہ

وصیت نمبر ۱۹۵۸

میں غلام رسول ولد شیخ عبدالعزیز ساکن سنگرور کا ہوں۔ جو کہ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میرے پاس قصبہ سنگرور میں ایک مکان قیمتی چار صد روپیہ کا ہے۔ میں اپنی اس جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اگر میں اپنی زندگی میں اپنی جائداد کی قیمت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کردوں تو انجمن کو اس جائداد سے کچھ تعلق نہ ہوگا۔ ورنہ انجمن کو اختیار ہوگا۔ کہ میرے مرنے پر ۱/۱۰ حصہ جائداد کا الگ کرے چاہے فروخت کرے۔ چاہے شامل رکھ کر فائدہ اُٹھائے۔ میرے ورثاء کو کچھ اعتراض نہ ہوگا۔

اس کے بعد اگر اور کوئی جائداد میری ثابت ہووے۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ پر یہ وصیت حاوی ہوگی۔ لہذا یہ چند کلمے بطریق وصیت نامہ کے لکھ دیئے ہیں۔ کہ سند ہوں۔ اور عند الحاجت کام آویں

تحریر ۲۳ر مئی سنہ ۱۹۲۱ء

العبد۔ خاکسار غلام رسول احمدی بقلم خود

گواہ شد۔ عبداللہ احمدی اہلمد ریاست

گواہ شد۔ قدرت اللہ ولد محمد موسےٰ سکنہ سنور

وصیت نمبر ۱۹۵۹

میں عبدالقادر ولد حاجی عمرالدین قوم شیخ ساکن لدھیانہ حال سنگرور بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں

میرے پاس دو مکانات لدھیانہ میں ہیں۔ جو میرے اور بھائی منظور علی کے مشترکہ ہیں۔ ایک منزلہ مکان سنگرور میں ہے۔ ملک بیگھہ خام اراضی موضع کلدھ خورد تحصیل سنگرور میں ہے۔ سو اس جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بنام صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اگر میں اپنی زندگی میں اس جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی قیمت صدر انجمن احمدیہ مذکور میں داخل کردوں۔ تو انجمن مذکور کو اس جائداد سے کچھ تعلق نہ ہوگا۔ اگر ایسا نہ کرسکوں۔ تو انجمن مذکور کو اختیار ہوگا کہ میرے مرنے کے بعد جائداد مذکور کے ۱/۱۰ حصہ کو خواہ شامل رکھ کر فائدہ اٹھاوے یا الگ کرے۔ یا فروخت کرے۔ میرے ورثاء کو کچھ اعتراض نہ ہوگا۔ اگر کوئی اور جائداد پیدا کروں۔ اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ پر یہ وصیت حاوی ہوگی۔ ۲۳ر مئی سنہ ۱۹۲۱ء۔

العبد۔ عبدالقادر شیخ موصی گواہ شد بندہ منظور علی بقلم خود گواہ شد۔ قدرت اللہ ولد محمد موسےٰ بقلم خود۔

وصیت نمبر ۱۹۶۰

میں مولوی رحمت اللہ ولد محمد امیر شاہ ساکن سنگرور بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میرے پاس ایک اراضی سفید سکنی لدھیانہ میں ہے۔ جو یکصد روپیہ کی مالیت کی ہے۔ اور ایک منزلہ مکان سنگرور میں قیمتی چار سو روپیہ کی ہے۔ میں اپنی اس جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اگر میں اپنی زندگی میں اس جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی قیمت انجمن مذکور میں داخل کردوں۔ تو انجمن مذکور کو اس جائداد سے کچھ تعلق نہ ہوگا۔ اگر ادا نہ کرسکوں۔ تو انجمن مذکور کو اختیار ہوگا۔ کہ میرے مرنے پر جائداد مذکور خواہ شامل رکھے یا فروخت کرے۔ میرے ورثاء کو اعتراض نہ ہوگا۔ اگر میرے مرنے پر میری کوئی اور جائداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ پر یہ وصیت حاوی ہوگی۔

۲۳ر مئی سنہ ۱۹۲۱ء

العبد۔ رحمت اللہ احمدی بقلم خود

گواہ شد۔ قدرت اللہ ولد محمد موسیٰ بقلم خود۔

گواہ شد۔ بندہ منظور علی بقلم خود۔

وصیت نمبر ۲۰۵۵

میں فضل دین ولد گاندھی قوم جٹ احمدی ساکن اٹھوال ضلع گورداسپورہ کا ہوں۔ جو کہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ کے حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

۱/۱۰ میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو۔ اس کے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

۲/۱۰ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کروں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردیجاویگی۔

۳/۱۰ میری موجودہ جائداد مبلغ ..... روپیہ کی ہے۔

العبد .....

فضل الدین ولد گاندھی موصی بقلم خود

گواہ شد .....

اللہ دتا ولد فضل دین احمدی بقلم خود

گواہ شد .....

سلطان بخش امیر جماعت احمدیہ اٹھوال

وصیت نمبر ۲۱۶۵

میں حکیم احمد دین ولد غلام حیدر قریشی ساکن جال سیالکوٹ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

۱/۱۰ میری اس وقت جائداد غیر منقولہ تمام خود پیدا کردہ ہے۔ ایک مکان پختہ سہ منزلہ شہر سیالکوٹ محلہ مان پورہ ایک مکان خام واقعہ موضع سندھانوالہ تحصیل ڈسکہ۔ ۱۰ مرلہ اراضی واقعہ قادیان محلہ دارالرحمت۔ میں وصیت کرتا ہوں۔ کہ میرے مرنے کے بعد اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میرے مرنے کے وقت کوئی اور جائداد پیدا یا ثابت ہوگی۔ تو اسکے بھی اسی قدر حصہ پر یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میں اپنی آمدنی فیس طب کا دسواں حصہ بفضل خدا ہمیشہ بالتزام اور باقاعدگی سے ادا کرتا رہوں گا۔ ۲/۱۰ اگر میں اپنی زندگی میں انجمن میں جائداد وصیت کردہ کی قیمت میں سے کوئی روپیہ داخل کردوں۔ یا کوئی جائداد حوالہ کردوں۔ تو اس قدر حصہ وصیت کردہ سے منہا ہو جاوے گی۔ فقط بقلم خود حکیم احمد الدین۔ مورخہ ۹ ۶/۲۴

العبد .....

حکیم احمد الدین ولد غلام حیدر قریشی بقلم خود

گواہ شد۔ محمد ابراہیم پسر کلاں موصی بقلم خود۔

گواہ شد۔ عبدالسلام امیر جماعت احمدیہ سیالکوٹ۔

گواہ شد۔ عبداللہ محرر چونگی۔

زیر اہتمام قاسم علی مینیجر فاروق پریس قادیان میں بار دفتر مینیجر فاروق پریس قادیان میں چھپ کر شائع ہوا)